اُردو زبان

پاکستان اور ہندوستان میں یوں تو متعدد مقامی زبانیں ملیں گی، مثلاً پنجاب میں پنجابی، سرحدی صوبے میں پشتو، سندھ میں سندھی، بنگال میں بنگالی، مہاراشٹر میں مرہٹی، مدراس میں تامل اور تلنگی، مالا بار میں ملیالم غرض ہر صوبے اور ہر احاطے کی اپنی اپنی الگ بولی ہے، لیکن اردو ایسی زبان ہے، جو پشاور سے لے کر راس کماری تک بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

دنیا کی دوسری زبانیں سنسکرت، عربی، فارسی، لاطینی بہت پرانی ہیں اور ہزاروں سال ہوئے لوگ ان میں کتابیں لکھتے تھے۔ اردو زبان عمر میں ان سب سے چھوٹی ہے، لیکن جو لطف اس میں ہے، وہ عجیب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کئی اچھی اچھی بولیاں اس میں مل گئی ہیں

ہے زباں ایک، بے شمار مزے
اس کی ہر بات میں ہزار مزے

اردو زبان کی کہانی یہ ہے کہ جب آریہ وسط ایشیا کے میدانوں سے اتر کر پنجاب کی راہ سے ہندوستان آئے تو انہوں نے یہاں کے قدیم باشندوں کو جنوبی ہندوستان کی طرف دھکیل دیا اور آپ پنجاب میں اور گنگا کے کنارے آباد ہو گئے۔ اس زمانے میں ان آریہ ہندوؤں کی زبان سنسکرت تھی۔ لیکن کچھ تو ان لوگوں کے بڑھنے پھیلنے اور کچھ آب و ہوا کے اثر سے سنسکرت بگڑ بگڑا کر کچھ کی کچھ ہو گئی۔ اس غلط ملط بولی کا نام ''پراکرات'' رکھا گیا۔ ڈیڑھ ہزار سال تک لوگ پراکرت بولتے رہے، لیکن جب راجہ بکرما جیت گدی پر بیٹھا تو اس نے سنسکرت زبان کو جو دیوتاؤں کی زبان سمجھی جاتی تھی، پھر زندہ کرنا چاہا۔ راجہ کی مرضی سے بڑے بڑے پنڈت سنسکرت میں کتابیں لکھنے لگے اور سنسکرت پھر ہندوستان کی علمی زبان بن گئی۔

لیکن دربار کے امیر، وزیر اور پڑھے لکھے آدمی تو سنسکرت بولنے لگے، مگر عوام اب بھی پراکرت ہی بولتے رہے۔ آخر بدلتے بدلتے یہ برج بھاشا میں تبدیل ہو گئی۔ چنانچہ مسلمانوں کے ہندوستان میں وارد ہونے سے پہلے سارے شمالی ہند میں برج بھاشا بولی جاتی تھی۔ برج بھاشا کے دوہے اس وقت بھی لوگوں کو یاد ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ برج بھاشا نہایت شیریں زبان تھی۔

اس اثناء میں مسلمان ہندوستان میں قدم جمانے لگے۔ پہلے پٹھانوں اور پھر مغلوں کی بادشاہت ہوئی۔ ان لوگوں کی زبان فارسی تھی اور فارسی میں بہت سے عربی اور ترکی کے الفاظ ملے ہوئے تھے۔ جس طرح آج

کل انگریزی زبان کے بہت سے الفاظ اردو سے بغل گیر ہو رہے ہیں۔ اسی طرح فارسی اور ترکی کے بے شمار الفاظ برج بھاشا میں ملنے لگے۔ مغلوں کے عہد میں یورپ کی بعض قومیں ہندوستان میں آئیں۔ اس لیے کچھ پرتگالی اور کچھ فرانسیسی الفاظ بھی برج بھاشا میں آ گئے۔ اسی طرح ہوتے ہوتے ہوئے شاہجہاں کے زمانے میں برج بھاشا کی صورت ایسی بدل گئی کہ اس کا پہچاننا مشکل تھا۔

اس زبان کو ہندو، مسلمان سب سمجھ سکتے تھے کیونکہ اس میں ہندی، بھاشا اور فارسی کے الفاظ ملے ہوئے تھے۔ چونکہ مغلوں کے لشکروں میں ہندو، مسلمان سب نوکر تھے اس سے یہ زبان چھاؤنیوں میں پھیل گئی۔ سب آپس میں ایک دوسرے کا مطلب اسی بولی کی مدد سے سمجھ لیتے تھے۔ اس طرح اس بولی کا نام اردو پڑ گیا۔

ترکی زبان میں اردو لشکر کو کہتے ہیں۔ گویا اردو لشکری بولی تھی۔ اس دن سے اردو زبان ایسی پھیلی اور پھولی کہ تمام برصغیر کو اپنا بنالیا اور اب تو یہ حال ہے کہ بڑی بڑی زبانوں کا مقابلہ کر رہی ہے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں نے مل جل کر اور اس میں کتابیں لکھ کر اور شعر کہہ کر اس کا درجہ بہت بلند کر دیا ہے۔ اب چاروں طرف اس کی دھوم مچی ہوئی ہے۔ زمانے کا انقلاب اسی کا نام ہے کہ وہ بولی جو لشکر میں اجڈ اور گنوار بولا کرتے تھے اور جس کو سن کر پڑھے لکھے انسان ہنسا کرتے تھے۔ آج اس کی وہ عزت ہے کہ جو اسے نہ سیکھے، وہ لکھا پڑھا ہی نہیں سمجھا جاتا۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ ہر قوم کی عزت اس کی زبان سے ہوتی ہے۔ مثلاً انگریزی میں علمی کتابوں کا اس قدر وسیع ذخیرہ نہ ہوتا تو کون جانتا کہ انگریز قوم اس قدر شائستہ اور بلند پایہ ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے اردو زبان میں دوسری زبانوں کے ترجمے کیے ہیں اور وہ مصنف جنہوں نے بے بدل ناول اور روح افزا نظمیں لکھی ہیں، واقعی اردو زبان کے محسن ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اردو پراکرت کی بیٹی ہے۔ برج بھاشا اور فارسی کے میل جول سے بنی ہے۔ اس میں سنسکرت اور پراکرت کے جو الفاظ ہیں، وہ کثرت استعمال سے گھس گھس کر نرم، ملائم اور آسان ہو گئے ہیں اور ان کی کرختگی جاتی رہی ہے۔ سونا وہی ہے مگر کٹھالی میں ڈھل کر کندن بن گیا ہے۔ تلفظ اور لہجے کی نامانوسیت زائل ہو گئی ہے۔ ان الفاظ کا بولنا اب آسان ہو گیا ہے۔ اردو زبان اسی لیے پسند عام ہے کہ ہندی اور فارسی کی آمیزش نے اس میں ایک خاص دلچسپی اور دلکشی پیدا کر دی ہے۔ ہندی الفاظ کی بدولت یہ دلنشیں ہے، اور فارسی الفاظ کے بل بوتے پر یہ پُرشکوہ ہے۔ قدیم زبانوں میں یہ بڑی دقت تھی کہ ایک ہی لفظ کو ذرا ذرا سے فرق اور تبدیلی سے مختلف صورتوں میں لے آتے تھے۔ لیکن اردو زبان میں دوسرے الفاظ کی مدد اور شمولیت سے یہ دقت جاتی رہی ہے اور مرکب صورتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ عربی، فارسی اور انگریزی الفاظ کے طرح طرح کے خوشنما رنگوں کی پچی

کاری نے ہندی عمارت کی دیواروں کو جگمگا دیا ہے۔ ان الفاظ کے ملاپ سے نہ صرف لغت میں اضافہ ہوا ہے بلکہ خیالات میں بھی وسعت پیدا ہوگئی ہے۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا' اردو اس زمانے کی یادگار ہے' جب مسلمان فاتح ہندوستان میں داخل ہوئے اور اہل ہند سے ان کا میل جول روز بروز بڑھتا گیا۔ اس وقت سے ملک کی زبان میں خفیف سا تغیر پیدا ہوتا چلا گیا۔ جس نے آخر ایک نئی صورت اختیار کی' جس کا ان میں سے کسی کو سان گمان بھی نہ تھا۔ مسلمان فارسی بولتے آئے تھے اور ایک مدت تک ان کی زبان فارسی ہی رہی۔ دربار و دفاتر میں بھی اسی کا سکہ جاری تھا۔ ہندوؤں نے بھی اسے شوق سے سیکھا۔ اس زمانے میں فارسی لکھنا' پڑھنا تہذیب میں داخل تھا۔ فارسی کے علاوہ' عربی مسلمانوں کی مذہبی اور علمی زبان تھی۔ دستار فضیلت کا ملنا بغیر تحصیل زبان عربی ناممکن تھا' کیونکہ مسلمانوں کے علوم وفنون کا خزانہ اسی زبان میں مدفون ہے۔ ادھر ملک میں جو زبان (قدیم ہندی یا پراکرت) رائج تھی' اسے بھی مسلمانوں نے سیکھا۔ عوام وہی زبان بولتے تھے' چنانچہ اس مخلوط زبان میں بڑے بڑے شاعر ہوئے۔ مسلمان شاہی درباریوں اور علماء اور شعراء نے بھی یہ زبان سیکھی اور اس میں تالیف و تصنیف بھی (جو زیادہ تر نظم تھی) کی۔ غرض ہندوستانیوں کے میل جول اور خلا ملا سے ایک نئی زبان نے جنم لیا' جس کا نام بعد میں اردو رکھا گیا۔

اردو کے معنی لشکر کے ہیں اور لشکری زبان جیسی ہوتی ہے' ظاہر ہے یعنی آدھا تیتر آدھا بٹیر۔ اس لیے اوّل اوّل ثقہ لوگ اس کے استعمال سے بچتے رہے' لیکن رفتہ رفتہ اس کے قدم جمتے گئے اور مغلیہ سلطنت کے آخری دور میں شعراء نے اس بچے کو سایۂ عاطفت میں لے لیا اور پال پوس کر بڑا کیا' بہت کچھ صفائی پیدا کی اور نئی تراش خراش سے آراستہ کیا۔

مغلیہ سلطنت کے زوال پر سمندر کے راستے ایک نئی قوم ہندوستان پر مسلط ہوئی' جو ہندو مسلمانوں سے بالکل غیر تھی۔ اس قوم نے اس کی انگلی پکڑی' اس نے انگلی پکڑتے پہنچا پکڑا اور دربار سرکار میں اس کی رسائی ہوگئی اور رفتہ رفتہ دفاتر سے فارسی کو نکال باہر کیا اور خود اس کی جگہ کرسی پر جلوہ گر ہوئی۔ آخر ہندوستان کی قدیم راجدھانی اس کا جنم بھوم اور دوآبہ اس کا وطن ہوا۔ اب یہ دور دور پھیل چکی ہے اور برصغیر کے اس سرے سے اس سرے تک چلے جایئے' ہر جگہ بولی اور سمجھی جاتی ہے' بلکہ برصغیر کے باہر تک جا پہنچی ہے۔ سب سے بڑھی چڑھی بات یہ ہے کہ تین مختلف جلیل القدر قوموں کی یعنی ہندو' مسلمان اور انگریزوں کی چہیتی ہے اور ان تینوں کی متفقہ کوشش کی عظیم الشان یادگار ہے۔ تینوں نے اسے سیکھا' پڑھا' لکھا۔ تینوں نے اس کی ترقی میں مقدور بھر کوشش کی اور اب تینوں کی بدولت اس رتبے کو پہنچی کہ دنیا کی جدید زبانوں میں شمار کیے جانے کے قابل ہوئی۔

اردو ہندی نژاد ہے۔ اور قدیم ہندی یا پراکرت کی آخری اور سب سے شائستہ صورت ہے۔ برج بھاشا اور فارسی کے میل جول سے بنی ہے۔ اس میں جو سنسکرت اور پراکرت کے الفاظ ہیں، وہ زمانہ دراز کے استعمال اور زبانوں پر چڑھ جانے سے ایسے ڈھل گئے ہیں کہ اصل الفاظ میں جو بھدا پن، گرختگی اور تلفظ اور لہجہ کی دقت تھی، بالکل جاتی رہی اور چھٹ چھٹا کر پاک صاف سیدھے سادے الفاظ رہ گئے، جس سے زبان میں لوچ، گھلاوٹ اور صفائی پیدا ہوگئی۔

اردو کے ہندی نژاد ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔ کیونکہ بیرونی زبانوں کا اثر صرف اسماء وصفات میں ہوا ہے ورنہ زبان کی بنیاد ہندی پر ہے۔ تمام حروف فاعلی، مفعولی اضافت، نسبت، ربط وغیرہ ہندی ہیں۔ ضمیریں سب کی سب ہندی ہیں، لیکن عربی، فارسی الفاظ کے اضافے نے مختلف صورتوں میں اس کی اصل خوبی میں اضافہ کر دیا ہے۔ ہندی الفاظ میں دل نشینی کا خاص اثر ہے اور عربی، فارسی الفاظ میں شان وشوکت۔ اردو زبان کے لیے ان دونوں عنصروں کا ہونا ضروری ہے۔ عربی، فارسی الفاظ نے نہ صرف لغت میں بلکہ خیالات میں بھی وسعت پیدا کر دی ہے، جس سے اس کا حسن دوبالا ہوگیا ہے۔ اور وہ زیادہ وسیع اور کارآمد بن گئی ہے۔ مگر اصل بنیاد جس پر وہ قائم ہے، ہندی ہی ہے۔ محض غیر زبانوں کے اسماء وصفات کے اضافے سے اس کے ہندی ہونے میں مطلق فرق نہیں آ سکتا۔ مثلاً آج کل بہت سے انگریزی لفظ داخل ہوتے جاتے ہیں لیکن اس سے زبان کی اصلیت اور ماہیت پر کچھ اثر نہیں پڑ سکتا۔

ایک دوسری بات اردو زبان میں یہ ہے کہ وہ اس اصول پر قائم ہے، جو تمام جدید زبانوں میں اس وقت پایا جاتا ہے، یعنی صورت ترکیبی سے حالت تفصیلی کی طرف اس کا رجحان ہے۔ قدیم زبانوں میں یہ بڑی دقت تھی کہ ایک ہی لفظ کو ذرا ذرا سے فرق اور پھیر سے مختلف صورتوں میں لے آتے تھے۔ اب دوسرے الفاظ کی مدد سے مرکب صورتیں پیدا ہوگئی ہیں اور وہ دقتیں جاتی رہی ہیں۔ اردو کو بھی اس قید سے آزادی مل گئی ہے، غرض یہ زبان مختلف حیثیتوں سے ایسی قبول صورت ہوگئی ہے کہ اس کی ترقی میں شبہ نہیں ہو سکتا۔ اس کی صفائی، فصاحت اور صلاحیت اور ہندی، فارسی، عربی اور انگریزی کے مختلف مفید اثرات اس امر کا یقین دلاتے ہیں کہ دنیا کی ہونہار زبانوں میں سے ہے اور ایشیاء میں ایک روز اس کا ستارہ چمکے گا۔

(مولوی عبدالحق)